AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783
https://aljamei.com/index.php/ajrj

"Safeguarding Wealth as a Maqasid of Shariah: A Principled, Jurisprudential, and Socio-Legal Analysis of Quranic Directives"

حفاظتِ مال بطور مقصدِ شریعت: قرآنی احکام کا اصولی، فقہی اور معاشرتی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Abdul Aziz
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore,
qariabdulaziz19@gmail.com
Dr. Ahmad Raza
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

Abstract:

Allah Almighty has settled humans in this universe and has also provided them with everything. He has placed all the equipment to fulfill their needs. He has given them authority over the treasures of the earth. Just as Allah Almighty has given all these wealth and resources to man and has given him complete authority to use them, he has also ordered to protect them in a proper manner. He has issued various teachings and instructions for this. When Allah Almighty has made man the owner of all these treasures, then of course man is responsible for protecting all of them. Wasting wealth and resources and not protecting them has been declared a great crime. It is not that man has been given it and then he should use it as he wants. Rather, Allah Almighty has also asked man about where he spent the wealth. And whoever spends wealth on frivolous, meaningless and meaningless things or spends more than necessary, he will have to answer for it before Allah. And spending wealth in this way is wasting it. It is against its protection. Allah Almighty has called wasting wealth wastefully a satanic act and has declared those who do so to be brothers of Satan. He said: "Everything on earth is for you, but whoever wastes it wastefully and does not care about its protection is the brother of Satan." And indeed, severity has been shown for him. Issuing such a strict order to prevent wealth from being wasted also explains the importance of wealth. And this makes the status of protecting wealth in Islam clear and it can be well understood that protecting wealth is a must in Islam.

Key Words: *Wealth, property, protection, teachings, Islam, Quran*

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں انسانوں کو بسایا ہے اور ان کے لیے ہر قسم کی چیز بھی مہیا کر دی ہے۔ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے تمام سامان رکھ دیے ہیں۔ انہیں زمین کے خزانوں پر اختیار دیا اور اللہ تعالیٰ نے جیسے یہ تمام مال و اسباب انسان کو دیا ہے اور اسے استعمال کرنے کا مکمل اختیار دیا ہے اسی طرح مناسب طریقہ سے اس کی حفاظت کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ اس کے لیے کئی طرح تعلیمات اور ہدایات جاری فرمائی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو ان تمام خزانوں کا مختار بنایا ہے تو پھر یقیناً انسان ہی اس سب کچھ کے تحفظ کا ذمہ دار

ہے۔مال و اسباب کو ضائع کرنا اور ان کی حفاظت نہ کرنا بہت بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ایسا نہیں ہے کہ انسان کو دے دیا گیا ہے تو پھر وہ جیسے چاہے اسے استعمال کرتا جائے۔ بلکہ اللہ تعالی نے انسان سے اس کے بارے سوال بھی کرنے ہیں کہ اس نے مال کو کہاں خرچ کیا۔ اور جو کوئی فضول، لغو اور لایعنی کاموں میں مال کو خرچ کرتا ہے یا ضرورت سے زیادہ خرچ کرتا ہے اسے اللہ کے حضور اس کا جواب دینا ہے۔اور اس طرح مال کو خرچ کرنا گویا اسے ضائع کرنا ہے۔اس کے تحفظ کے خلاف ہے۔اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی کے ساتھ مال کو ضائع کر دینے کو شیطانی عمل کہا ہے اور ایسا کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔فرمایا کہ زمین میں سب کچھ تمہارے ہی لیے ہے لیکن جس نے اسے فضول ضائع کیا اور اس کے تحفظ کا خیال نہ کیا وہ شیطان کا بھائی ہے۔اور یقیناً اس کے لیے سختی دکھائی گئی ہے۔مال کو فضول خرچی میں ضائع ہونے سے بچا کر رکھنے کے لیے اتنی شدت کے ساتھ حکم جاری کرنا بھی مال کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔اور اس سے اسلام میں حفظِ مال کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے اور یہ بات اچھی طرح سمجھی جاسکتی ہے کہ اسلام میں مال کا تحفظ لازمی امر ہے۔

مال کی اہمیت

اسلام اگرچہ مال کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دیتا اور نہ ہی دنیاوی مال کو آخرت کے مقابلہ میں کوئی اہمیت دی جاتی ہے لیکن جب دنیاداری کی بات ہو تو پھر یہ مال دنیا کی زندگی میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔انسانی زندگی کا مدار اسی پر ہے۔اللہ تعالیٰ نے حیاتِ ارضی کو مال و اسباب کے ساتھ جوڑا ہے۔اور اس دنیاوی زندگی میں مال کی اہمیت و قدر و منزلت کو کئی طرح سے بیان فرمایا ہے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام میں مال کو اہمیت دی گئی ہے کیونکہ زندگی کا انحصار اسی پر ہے۔نہ صرف یہ کہ اہمیت دی گئی ہے بلکہ مال حاصل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ قرآن مقدس میں کئی آیات ہیں جن میں انسان کو مال حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔اسی طرح بڑی تعداد میں احادیث اس طرف راغب کرتی ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللهِ۔[1]

(جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل (روزی) کو تلاش کرو۔)

اس آیت میں اللہ کے فضل سے مراد مال ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم نماز پڑھ لو تو فوراً مال و اسباب کو جمع کرنے کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔یقیناً یہ آیت اپنے اس مضمون کے ساتھ مال کی اہمیت کو بیان کر رہی ہے۔اس کے علاوہ بھی کثیر آیات ہیں جو اس مضمون کو بیان کرتی ہیں۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَاللهِ الرِّزْقَ۔[2]

(اللہ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں ہیں سو تم اللہ کے پاس سے روزی تلاش کرو۔)

---

1 الجمعة:62 : 10

2 العنکبوت:29 : 17

اس آیت میں بتوں اور تمام ناحق خداؤں کی نفی کی جارہی ہے۔ان کی نفی کے لیے اس مقام پر جو دلیل دی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ وہ تمام چیزیں جن کو کفار خدا بنا کر بیٹھے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں وہ ان کے لیے کسی رزق کے مالک نہیں ہیں۔رزق اور مال واسباب تو اللہ ہی کے پاس ہیں۔یہ آیت الٰہ اور معبودیت کے حق دار کو بیان کررہی ہے۔اور اس کی صفت یہ بیان کی جارہی ہے کہ وہ تمام مال واسباب کا مالک ہو۔اس سے بھی مال کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ مال اگرچہ آخرت کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا لیکن دنیاوی زندگی میں اس کی اہمیت بہت بلند ہے۔مال و اسباب یقیناً بڑی حیثیت رکھتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں کئی طرح اس کی اہمیت اور دنیاوی حالات میں اس کی بلند حیثیت کو بیان کیا ہے۔

اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے مزید فرمایا:

وَ آخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِیْ الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللہِ۔[3]

(اور کتنے ہی دوسرے لوگ ہیں جو زمین میں اللہ کے رزق کو تلاش کرتے ہیں۔)

اس آیت میں بھی اللہ کے فضل سے مراد مال و دولت ہے۔پس مال و دولت جمع کرنے کی تعریف کی جارہی ہے کیونکہ بقاءِ حیات کے لیے مال ضروری اور اہم ہے۔یہاں تک کہ دین کا قیام واستحکام اور نفاذ و دفاع بھی مال سے ہی ممکن ہے۔ان تمام آیاتِ مبارکہ میں مسلمانوں کو حکم اور ترغیب دی جارہی ہے کہ وہ اس کائناتِ ارض و سماوات میں خالقِ کائنات کی طرف سے رکھی گئی دولت اور مال واسباب سے اپنا حصہ حاصل کریں۔کیونکہ اس خالق نے یہاں زندگی کو انہیں اسباب اور مال سے ہی جوڑرکھا ہے۔اس وجہ سے انسانی زندگی میں مال کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

مال امدادِ الٰہی

مال ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے بارے میں مختلف پہلوؤں سے بالکل متضاد باتیں فرمائی گئی ہیں۔مال کی کثرت کو قرآن وسنت میں کئی مقامات پر ناپسند کیا گیا ہے۔لیکن وہ ناپسندیدگی اصلاً مال کے متعلق نہیں ہے۔بلکہ وہ ناپسندیدگی اس کو جمع اور ذخیرہ کرکے رکھنے اور اس کی محبت کو اپنے دل پر غالب کرلینے کے متعلق ہے۔اگر صرف مال کو دیکھا جائے کہ جس سے انسانی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور معاشرت کا نظام چلتا ہے تو اس کو ناپسند نہیں کیا گیا بلکہ اس حوالہ سے مال کی فراوانی اور کثرت کو ایک نعمت کے طور پر شمار کیا گیا ہے۔جس سے دنیاوی زندگی میں مال کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر کیے ہوئے اپنے احسان کو جتلاتے ہوئے اور نعمت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَ اَمْدَدْنَاکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ۔[4]

(اے بنی اسرائیل) ہم نے تمہیں مالوں اور بیٹوں سے مدد دی۔

---

[3] المزمل:20:73

[4] بنی اسرائیل:6:17

فرمایا جارہے کہ اے بنی اسرائیل والو ہم نے تمہاری مدد کی ہے اور وہ مدد اموال اور بیٹوں کے ساتھ ہے یعنی ہم نے تمہیں مال بھی دیا اور بیٹے بھی اور یہ ہماری طرف سے تمہاری مدد تھی۔ اسی مضمون پر ایک اور آیت میں فرمایا:

وَ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ۔[5]

(تم اللہ سے معافی مانگو) اور (پھر) مال اور بیٹوں سے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔)

مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کی مدد و نصرت ہے۔ بنی اسرائیل والوں کو یاد کرایا جارہا ہے کہ دیکھو ہم نے تمہیں مال اور دولت دے کر تمہاری مدد کی۔ کہ اللہ تعالیٰ مال کو ہی اپنی مدد قرار دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے ذریعہ سے اپنی مدد پہنچائے گا یقیناً وہ کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں ہو سکتی۔ اس پہلو سے دیکھیں تو مال و اسباب اللہ کا انعام ہیں۔ اس حوالہ سے مال و دولت بری چیز نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی مدد و نصرت اور نعمت و احسان ہے۔

اسی طرح سے سورۃ الکھف میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد کو دنیاوی زندگی کی زینت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔[6]

(مال اور بیٹے دینوی زندگی کی زینت ہیں۔)

جو چیز دنیا کی زندگی کے لیے زینت ہے وہ اس کے لیے اہمیت رکھنے والی ہے۔ جب اس طرح بات فرمائی جاتی ہے تو اس سے انسان کو دنیا سے نکال کر آخرت کی فکر میں داخل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ لیکن اس کے اندر یہ بات بھی بیان ہو جاتی ہے کہ اگرچہ مال آخرت میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا لیکن دنیا کی زندگی میں اس کی حیثیت اور اہمیت واضح طور پر موجود ہے۔

مقاصد شریعہ

فقہاء و علماء نے اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیا اور تمام تعلیمات کے خلاصہ کے طور پر شرعی احکام کے کچھ مقاصد بیان کیے ہیں۔ کہ اسلام میں احکام کیوں جاری کیے گئے ہیں۔ کچھ چیزوں کو حرام کیا گیا ہے اور کچھ کو فرض و واجب ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اسی طرح بعض امور کو مباح ٹھہرایا گیا ہے۔ مختلف احکامات وارد ہوئے ہیں۔ ان تمام احکام کے مقاصد و اہداف کیا ہیں۔ تمام شرعی احکام اور کتاب و سنت کی تعلیمات کا جائزہ لینے کے بعد علماءِ امت نے پانچ مقاصد شریعہ بیان کیے ہیں:

1۔ تحفظِ دین

2۔ تحفظِ جان

3۔ تحفظِ نسل

4۔ تحفظِ عقل

---

[5] نوح:12:71

[6] الکہف:46:18

5۔ تحفظِ مال

تحفظِ مال کو مقاصد شریعہ میں سے ایک مقصد اور ہدف کے طور پر لیا گیا ہے۔ اور یہ فقہاء نے مقرر نہیں کیا بلکہ فقہاء نے تو اللہ و رسول کی تعلیمات کو جانچ پر کھ کر ان سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ کہ اللہ و رسول نے جو احکام دیے ہیں ان میں سے یہ مقاصد اور اہداف نظر آتے ہیں۔

تحفظِ مال

تحفظِ مال کو مقاصدِ شریعت میں ایک مقصدِ شریعت کے طور پر متعین کیا گیا ہے اس کی وجہ کیا ہے اور کیوں اسے مقاصدِ شریعت میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے درج ذیل نکات پر غور کیا جائے کہ

1. تجارت کے تمام احکام تحفظِ مال کے لیے دیے گئے ہیں۔
2. کاروبار کی مختلف شکلیں تحفظِ مال کے لیے شریعت نے مشروع کی ہیں۔
3. اموال کو جائز اور حلال ذرائع سے حاصل کرنے کے احکام اور برے اور ناجائز ذرائع سے حاصل کرنے کی ممانعت بھی تحفظِ مال کے لیے ہی ہے۔
4. دھوکے اور فراڈ کے ساتھ کسی کے مال کو ہتھیانے سے منع وغیرہ بھی تحفظِ مال کے لیے ہی ہے۔
5. چوری، ڈکیتی، سود، رشوت اور کسی بھی باطل طریقہ سے لوگوں کے مال کو ہتھیا لینے کی حرمت بھی اسی وجہ سے ہے کیوں کہ ان کاموں سے لوگوں کے اموال کو نقصان پہنچایا جاتا ہے اور ان کے تحفظ کو ختم کیا جا رہا ہوتا ہے۔ تو ان کی ممانعت اور حرمت وارد کر کے مال کے تحفظ کا سبب مرتب کر دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ بھی جتنے احکام مالیات سے متعلق ہیں ان سب کا تعلق تحفظِ مال سے ہے۔ اسی وجہ سے اہلِ علم نے یہ بیان کیا ہے کہ شریعت کے احکام میں حفاظتِ مال بھی مقاصدِ شریعت میں سے ایک حکم ہے۔

تحفظ مال کا معنی و مفہوم اور دائرہ کار

مال کے تحفظ سے کیا مراد ہے اور اس میں کون سے پہلو آتے ہیں؟ مال کا تحفظ کس طرح کیا جائے گا؟ اس حوالے سے درج ذیل چند باتیں ہیں:

1. مال کو فضول خرچی، بے مقصد کاموں اور لایعنی امور میں خرچ کرنے اور ضرورت سے زائد خرچ کرتے چلے جانے میں مال کا ضیاع ہے۔ لہٰذا فضول خرچی سے مال کو بچانا مال کا تحفظ ہے۔
2. مال کو خرچ ہی نہ کرنا اور بالکل ہی اسے کہیں رکھ کر چھوڑ دینا اور اسے ضائع کر دینا کہ وہ کسی طرح بھی استعمال میں نہ لایا گیا ہو تو یہ بھی مال کا ضیاع ہے۔ اس سے مال کو بچانا بھی حفاظتِ مال ہے۔

3. مال کو بہتر، نفع مند اور فائدہ مند کاموں میں خرچ کرنا بھی مال کا تحفظ ہے۔اسی طرح مستحسن اور اچھے امور میں خرچ کرنا بھی مال کا تحفظ ہے۔ کیونکہ مال کے دیے جانے کا مقصد اس سے ضرورتیں پوری کرنا اور اسے اچھے کاموں میں لگانا ہے تاکہ اس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ یعنی مال فائدہ اور نفع حاصل کرنے کے لیے دیا گیا ہے۔ اس لیے اگر اسے انہیں کاموں میں خرچ کیا جائے تو یہ مال کا تحفظ ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو پھر یقیناً یہ مال کا ضیاع اور نقصان ہے۔
4. لوگوں کے حقوق میں موجود مال کو ناحق طریقہ سے حاصل کرنا بھی مال کا ضیاع ہے۔ یعنی جس کے حق سے مال کو چھینا جا رہا ہے اس کے حق سے مال کا ضیاع ہے۔ اس لیے لوگوں کے حقوق میں ان کے اموال کو باقی رہنے دینا بھی مال کا تحفظ ہے۔
5. اسی معنی میں یہ بات بھی ہے کہ امانتوں کو ان کے حق داروں تک پہنچانا، ناحق اور باطل طریقے سے مال جمع نہ کرنا اور لوگوں کے مجموعی حقوق پر انفرادی طور پر قابض نہ ہونا بھی مال کا تحفظ ہے۔
6. مال و دولت کہ جسے اللہ تعالیٰ نے کائنات میں رکھ دیا ہے اسے حاصل کرنا اور اسے بے کار میں ضائع نہ ہونے دینا بھی مال کا تحفظ ہے۔
7. اموال پر ملکیتوں کو ثابت کرنا بھی مال کا تحفظ ہے۔ اگر مال بغیر ملکیت رہ جائے تو یقیناً وہ ضائع ہو جائے گا۔

پس یہ درج بالا مختلف پہلوؤں میں مال کا تحفظ ہے۔ اور شریعت نے ان تمام حوالوں سے مال کے تحفظ کے لیے احکام جاری فرمائے ہیں۔ جس سے اسلام کی نظر میں مال کیا اہمیت اور اس کے تحفظ کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔

مال کے بارے میں قیامت کے دن سوال

اسلام میں مال کو خرچ کرنا، اسے حاصل کرنا اور اس کا تحفظ کرنا نہایت اہم ترین معاملات ہیں۔ ان کے بارے میں تفصیلی اور توضیحی احکامات قرآن و سنت میں بڑی کثرت کے ساتھ دیے گئے ہیں۔ مال انسان کو دیا گیا ہے لیکن اسے اس کے معاملے میں بالکل آزاد نہیں کیا گیا کہ وہ جیسے چاہے اسے ضائع کرتا رہے اور اسے خرچ کر ڈالے۔ بلکہ اسے اس کے تحفظ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ جو آدمی مال کو فضول ضائع کرتا ہے اور اس کا تحفظ نہیں کرتا اس کو اس کے لیے جواب دہ ٹھہرایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اس کے بارے میں سوال کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے مال کے بارے میں سوال کرے گا کہ اسے کہاں خرچ کیا گیا اور کہاں سے اسے لیا گیا تھا۔ درج ذیل روایت ملاحظہ ہو، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ القيامة حتى يسأل عن خمس عن عمره فيما أفناه وعن شبابه فيما أبلاه وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه وماذا عمل فيما علم ؟ . رواه الترمذي

وقال هذا حديث غريب۔[7]

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ابن آدم کے قدم تب تک (اللہ کے سامنے سے) نہیں ہٹیں گے جب تک کہ وہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لے۔ اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں خرچ کیا ہے۔ اور جوانی کے بارے میں کہ اسے کہاں ضائع کر دیا۔ اور اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا تھا۔ اور اس کو کس کام میں خرچ کیا تھا۔ اور جو کچھ وہ جانتا تھا اس کے متعلق کتنا عمل کیا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔)

مال کے بارے میں سوال قیامت کے اہم ترین سوالوں میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ وہ سوالات ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے بندے سے خود کرنے ہیں۔ یعنی ایک تو نامہ اعمال کا وزن کیا جا رہا ہو گا جو ذمہ داری فرشتے نبھا رہے ہوں گے۔ اور وہ وزن کریں گے کہ کس کی نیکیاں زیادہ ہیں اور کسی کی برائیاں۔ اس کو میزان کہا جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرح اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے سے خود چند سوالات کرے گا۔ وہ کل پانچ سوال اس حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے دو سوال مال کے بارے میں ہیں۔ مال کے بارے میں پہلا سوال یہ ہے کہ اسے کمایا کہاں سے ہے؟ یعنی کہیں ایسا تو نہیں کیا کہ کسی کے حق کو غصب کیا ہو۔ کسی کے مال کو نقصان پہنچایا ہو اور کسی دوسرے کے حق کو چھینا ہو۔ اس طرح اس کے تحفظِ مال کو ختم کر کے اس نے اپنے پاس اس مال کو جمع کر لیا ہو۔ اور دوسرا یہ کہ اس نے جو بھی مال کمایا تھا اسے صحیح استعمال کیا ہے یا کہ فضول استعمال کر کے، ناجائز و حرام کاموں میں لگا کر اور بے مقصد کاموں کے لیے خرچ کر کے اسے ضائع کر دیا ہے یہ مال کی حفاظت نہیں ہے۔

یہ ایک روایت ہے جس میں مال کے تحفظ کی اہمیت بیان کی جا رہی ہے۔ اور مال کو حفاظت کے ساتھ خرچ کرنے کی اہمیت بیان کی جا رہی ہے۔ انسان مال کو خرچ کرنے کے معاملہ میں مکمل طور پر شرعی حدود کا پابند ہے۔ اسی بنا پر وہ قیامت کے دن جوابدہ ٹھہرایا جائے گا۔ یہ تمام احکام مال کے تحفظ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

حکمران کی ذمہ داری اموال کا تحفظ

اسلامی ریاست میں ایک حکمران کا ہونا لازم اور فرض ہے۔ امت کو بغیر حکمران کے رہنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہر حال میں ان پر کوئی حکمران ہونا چاہیے۔ اس کے لیے شریعت نے کئی ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔ جو ایک حکمران نے ادا کرنی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم ترین ذمہ داری اموال کا تحفظ ہے۔ جیسا کہ العقائد النسفیہ میں سربراہِ ریاست اور امامِ سلطنت کی ذمہ داریاں گنواتے ہوئے درج کیا گیا ہے:

و المسلمون لابد لهم من امام: يقوم بتنفيذ احكامهم، و اقامة حدودهم، و سد ثغورهم، و تجهيز جيوشهم، و اخذ صدقاتهم، و قهر المتغلبة و المتلصصة، و قطاع الطريق، و اقامة الجمع و الاعياد، و قطع المنازعات الواقعة بيان العباد، و قبول الشهادات القائمة على الحقوق، و تزويج الصغار و الصغائر الذين لا اولياء لهم، و قسمة الغنائم و

7۔ خطیب، مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر: 1123

غیر هم۔[8]

(اور مسلمانوں کے لیے ایک حکمران کا ہونا ضروری ہے کہ تنفیذِ احکام کی ذمہ داری نبھائے، اور حدود قائم کرے، اور دشمنیاں اور فتنے روکے، اور جہاد کے لیے لشکر تیار کرے، اور لوگوں سے صدقات وصول (کر کے غریبوں میں تقسیم کرے، اور لوگوں کی املاک پر قبضے کرنے والوں، اچکوں اور ڈکیتوں پر سزائیں جاری کرے، اور جمعوں اور عیدین کی اقامت و امامت کرائے، اور لوگوں کے درمیان واقع ہونے والے جھگڑوں کو ختم کرائے، اور لوگوں کے حقوق پر قائم ہونے والی گواہیوں کو سنے اور قبول کرے، چھوٹے بچوں اور بچیوں کی شادیاں کرائے کہ جن کے اولیاء نہ ہوں اور غنیمتوں کو تقسیم کرے اور ان کے علاوہ دیگر ذمہ داریاں نبھائے۔)

لوگوں کے اموال کے بارے میں ان کو تحفظ مہیا کرنا۔ ان کے درمیان صدقات اور غنیمتوں کی تقسیم کرنا کہ کسی کے حق میں غصب نہ کیا جائے۔ کسی کے حصہ کو ضائع نہ کر دیا جائے۔ ہر ایک حق محفوظ اور سلامت رکھا جائے۔ اسلامی احکام میں سے اہم ترین حکم ہے۔ اور ایک اسلامی ریاست کے حکمران کی اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری لوگوں کے اموال کا تحفظ قرار دینا اسلام میں مال کے تحفظ کی اہمیت کو خوب بیان کرتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مال کا تحفظ شریعت کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔ اسی وجہ سے شریعت کے مقاصد خمسہ میں مال کے تحفظ کو شامل رکھا گیا ہے۔

مال بحیثیت سببِ بقاءِ حیات

مال کا تحفظ کئی اعتبار سے ضروری ہے۔ ان میں سے اہم ترین امر یہ بھی ہے کہ مال انسانی حیات بلکہ ارضی حیات کی بقاء کا سبب اور ذریعہ ہے۔ اگر مال کا تحفظ نہ کیا گیا تو حیات کا تحفظ اور بقا ممکن ہو جائے گی۔ اس لیے بھی مال کا تحفظ ضروری ہے۔ اور بہت سے احکام اسی بنیاد پر جاری ہوئے ہیں جن میں مال کے تحفظ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اسلام میں مال اور اس کی تجارت کو مشروع کیا گیا ہے اس بنیاد پر کہ یہ مال بقاءِ حیات کا سبب ہے۔ معاشرت و ثقافت کا استحکام مال و دولت سے ہی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر معاشرت ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حکم دیا ہے کہ زمین پر ایک بہترین معاشرت قائم کریں۔ اور اس کے لیے انہیں اصول و ضوابط مقرر کر کے عطا فرما دیے ہیں۔ اس کے لیے انسان کو یہاں پر مال و دولت کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ تمام ضروریاتِ زندگی کا انحصار اسی پر ہے۔ یعنی مال کو حاصل کرنا حیات کے تحفظ، بقاء اور استحکام کے لیے ہے۔

قوم الدین الکاکی لکھتے ہیں:

اذ قیام مصالح المعیشة و البقاء بالمال۔[9]

(معیشت و بقاءِ کے مصالح مال سے ہی قائم ہو سکتے ہیں۔)

8۔ النسفی، ابو الحفص عمر بن احمد، العقائد النسفیہ، ادارۃ الصدیق، دیوبند، 2017ء، ص:35

9۔ الکاکی، قوام الدین محمد بن محمد الخجندی السنجاری الحنفی، معراج الدرایۃ شرح الہدایہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2023، 5 / 562

معاشی زندگی یعنی ضروریاتِ زندگی اور بقاءِ حیات کا قیام مال پر منحصر ہے۔ انسان کو بقاءِ حیات اور استحکامِ معاشرت کے لیے بہترین معیشت چاہیے اور اس کا انحصار مال و دولت پر ہے۔ اس طرح مال کی حیثیت بڑھ جاتی ہے۔ ورنہ اسلام کی نظر میں مال بحیثیت خود کوئی اہمیت نہیں رکھتا ہے بلکہ اسلام میں اس کی اہمیت و حیثیت کو ہمیشہ کم ہی کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ مال کی بے ثباتی کا ذکر فرمایا ہے۔ اور دنیاوی مال و دولت کو صرف ایک متاع اور سامانِ حیاتِ دنیاوی کیا گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَـقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ۔(10)

(اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ فرمادیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، اور وہ (کافر) دنیا کی زندگی سے بہت مسرور ہیں، حالانکہ دنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں ایک حقیر متاع کے سوا کچھ بھی نہیں۔)

یہ دنیاوی زندگی اور اس کے تمام مال و اسباب یقیناً دنیاوی سامان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جنھیں یہاں کی ضروریات اور مصالحِ معاشرت کے لیے استعمال کر لیا جاتا ہے۔ دنیاوی زندگی اسی مال و اسباب سے منسلک کر دی گئی ہے۔ اگر مالی معاملات عدم توازن کا شکار ہو گئے اور ان میں اعتدال نہ رہا اور مال کا تحفظ نہ کیا جا سکا تو دنیاوی زندگی غیر محفوظ ہو جائے گی۔ اور اس آیت میں یہ بات بھی اہم ہے مال کو خود اللہ تعالیٰ اپنے قابو میں رکھتا ہے اس سے بھی مال کی اہمیت اور اس کے تحفظ کی حیثیت اجاگر ہو جاتی ہے۔

تجارت کی مشروعیت اور جواز برائے بقاءِ مقدور

انسانی حیات کی بقاء اس میں مضمر ہے کہ تمام افراد ایک دوسرے سے استفادہ کرتے ہیں۔ ہر انسان کسی نہ کسی چیز کا مالک ہے۔ ہر کسی کے پاس اموال میں سے کچھ نہ کچھ موجود ہے۔ اور اس طرح ہر ایک کے پاس دوسروں کی ضرورت کا مال موجود ہے۔ اور ہر کسی کی ضرورت کا مال و اسباب دوسروں کے پاس ہیں۔ اس بنیاد پر تجارت کی اجازت دی گئی ہے۔ اور یہ کہ کسی کے پاس کچھ ہے تو اسے تجارت کا راستہ دیا گیا ہے تاکہ اس کے پاس موجود مال ضائع نہ ہو جائے۔ بلکہ اسے محفوظ کر لیا جائے۔ وہ اپنے پاس موجود ایسی چیزیں دوسروں کو بیچ دے جو اس کی ضرورت سے زائد ہیں۔ اور دوسرے لوگوں سے وہ چیزیں خرید لے جو اس کی ضرورت ہیں اور ان کی ضرورت سے زائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰو۔

(اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔)

سودی نظام بڑی تعداد میں لوگوں کے پیسے کو ضائع کراتا ہے۔ انہیں خسارے میں مبتلا کر کے بہت کم مقدار میں کچھ لوگوں کو اس سے نفع ملتا ہے۔ اور یہ رویہ تجارتی مقاصد کے بالکل مخالف اور متضاد ہے۔ کیونکہ تجارت کا مقصد لوگوں کے مالِ مقدور کا تحفظ اور بقاء ہے نہ کہ

10۔ الرعد:13 : 26

اس کو نقصان پہنچانا اور خسارہ میں دھکیلنا۔ اسلام میں تجارت کی مشروعیت اور اس کا جواز مالِ مقدور کی بقاء ہے۔ کسی مال و دولت پر کوئی شخص حق رکھتا ہے اور اسے اپنے لیے جائز ذرائع سے حاصل کر چکا ہے تو اب یہ اس کی ملکیت اور حق میں شامل ہے۔ اس سے جب کوئی دوسرا شخص کچھ لینا چاہے گا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس طرح سے لے کہ اس کے حق میں کوئی نقصان اور خسارہ نہ ہو۔ اس کی محنت اور کاوش کو رائیگاں نہ کر دیا جائے۔ اسے اس کا حق مکمل طور پر دیا جائے کیونکہ وہ جس مال کا حقدار بنتا ہے اگر اسے وہ دیا جائے گا تو اس کے حق میں ہونے والے مال کا یہی تحفظ ہے۔

تجارت کے سببِ مشروعیت اور افادیت کو بیان کرتے ہوئے فقہ حنفی کی معروف اور مشہور کتاب الھدایہ کی شرح معراج الدرایہ میں قوام الدین الکاکی لکھتے ہیں:

> سبب مشروعیته : تعلق بقاء المقدور بتعاطیه؛ اذ قیام مصالح المعیشة و البقاء بالمال، فشرع الله تعالیٰ اکتساب المال و هو التجارة عن التراضی، لما فی التغالب من الفساد۔[11]
>
> (اس (تجارت) کی مشروعیت کا سبب: مقدور (مال و دولت اور اسبابِ حیات) کی بقاء کا تعلق تعاطی (باہم لینے اور دینے) سے ہوتا ہے۔ کہ معیشت و بقاءِ کے مصالح مال سے ہی قائم ہو سکتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے اکتسابِ مال کو مشروع کر دیا اور وہ باہم رضامندی سے تجارت کرنا ہے؛ اس لیے کہ غلبہ چاہنے کے رویے میں فساد ہے۔)

تجارت ایسے اصولوں کے تحت ہونی چاہیے کہ جو مالِ مقدور کی بقاء، تحفظ اور استحکام کا باعث بنے۔ وہ تمام ذرائع اور طریقے کہ جو اس کے برخلاف ہوں ان کو شریعت میں رد کر دیا گیا ہے۔ چوری، رشوت، لوٹ کھسوٹ اور بددیانتی کے تمام ذرائع حرام و ناجائز ہیں۔ کیونکہ ان تمام ذرائع میں مالِ مقدور کا تحفظ اور بقاء نہیں ہے بلکہ یہ اس کے متضاد ہیں۔ مالِ مقدور کو ضائع کرتے ہیں۔ جس شخص نے محنت و مشقت سے مال جمع کیا ہے یہ ذرائع اس کے حق کو ناحق طریقہ پر ضائع کر دیتے ہیں۔ پس ہر وہ طریقہ جو مالِ مقدور کی بقاء کے لیے خطرہ بنے شریعت کی نظر میں اسے ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

اسلام میں بغیر کسی معاوضہ یا خدمت کے پیسہ وصول کرنا جائز و درست نہیں ہے۔ اگر کسی خدمت کے عوض پیسہ وصول کیا جائے تو اسے اجرت کہتے ہیں اور اگر تجارت کرنی ہو تو وہاں مال کے بدلے میں مال ہونا چاہیے۔ مال کا تبادلہ مال سے نہ ہو تو اس کو جائز نہیں کہا جاتا۔ جیسا کہ ہدایہ میں بیع کی تعریف کے اندر درج ہے:

> انہ مبادلة المال بالمال بالتراضی و ھذا ھو حد البیع۔[12]
>
> (باہم رضامندی کی بنیاد پر مال کا مال سے تبادلہ کرنا ہے اور یہی بیع کی تعریف ہے۔)

11۔ الکاکی، معراج الدرایۃ، 5 / 562

12۔ المرغینانی، علی بن ابی بکر الفرغانی، الھدایہ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س-ن، 3 / 73

اسلامی نقطہ نظر سے مال کا مال سے تبادلہ ہو رہا ہے تو یہ بیع ہے اور کوئی پیسہ تجارت کی صورت میں بغیر کسی تبادلہ مال کے اور بغیر معاوضہ کے وصول کیا جارہا ہے تو وہ ناجائز ہے جیسا کہ سود کو اسلام میں ناجائز و حرام قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں مال کو بغیر کسی معاوضہ کے وصول کیا جاتا ہے۔

جب برابر برابر اور دونوں طرف سے مال متقوم کے ساتھ بیع کی جاتی ہے اور ہر ایک کو وہ مال دے دیا جاتا ہے جو اس کا حق بنتا ہے اس میں اس کے مال کا تحفظ یقینی ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی کو اس کے حق کے مطابق اس کا مال نہ ملے تو اس کے مال کو ضائع کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے مال کا تحفظ نہیں کیا جاسکا ہے۔

مال کو استعمال میں لانا اور ضائع ہونے سے بچانا

اللہ تعالیٰ نے زمین میں مال و اسباب پیدا کر دیے ہیں اور انسان کو متوجہ کیا ہے یہ سب کچھ تمہارے لیے بنایا گیا ہے۔ تم اس سے خوب استفادہ کرو۔ اس کو اپنے استعمال میں لاؤ۔ اس میں سے جو پاکیزہ اور عمدہ ہے اسے استعمال میں لاؤ اور اس کو ضائع نہ ہونے دینا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔[13]

(اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اس کو پوجتے ہو۔)

قرآن مقدس میں کتنے ہی مقامات پر یہ حکم وارد ہوا ہے۔ اور کتنی کثرت کے ساتھ بار بار فرمایا گیا ہے کہ پاکیزہ، صاف ستھرا، عمدہ اور اچھے کو کھاؤ۔ ایک طرف تو اس کا اولین مقصد یہ بتاتا ہے کہ برا، گندا اور ناپاک و حرام نہیں کھانا۔ دوسری طرف اس سے یہ مفہوم بھی اخذ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توجہ دلا رہا ہے کہ پاکیزہ اور عمدہ مال ضائع نہ ہو جائے اسے کھاؤ۔ پاکیزہ مال کو اپنے استعمال میں لاؤ۔ اور اسے ضائع ہو جانے سے بچاؤ۔ اور جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا ہے کہ زمین میں تمہارے لیے مال و اسباب موجود ہیں اسے حاصل کرو۔ یعنی کہیں وہ ضائع نہ ہو جائیں انہیں استعمال میں لاؤ۔

استعمالِ مستحسن اور مال کا تحفظ

مال خرچ کرنے کیلیے ہی بنایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ مال انسان کو اسی لیے دیا ہے کہ وہ اس کو خرچ کرے اور اس سے مفادات اور اچھے مقاصد حاصل کرے۔ تو مال کو بہتر اور مستحسن کاموں میں خرچ کرنا اس کا تحفظ ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بار بار یہ فرمایا ہے کہ مال کو اللہ کی راہ میں، نیک کاموں میں اور اچھے مقاصد میں خرچ کرو۔ یہ مال کا تحفظ ہے۔ اس حوالے سے آیات کثیر ہیں۔ ان میں سے ایک درج ذیل ہے:

"وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ"۔[14]

13۔ البقرۃ:2 : ۱۷۲

(اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ، بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔)

وَ اَنۡفِقُوۡا: انفاق سے بنا ہے، انفاق کا معنی ہے بہتری کے کاموں پر خرچ کرنا جائز کاموں میں خرچ کرنے کو نفقہ یا انفاق کہتے ہیں، فضول خرچی کو اسراف اور ناجائز جگہوں پر خرچ کرنے کو تبذیر کہتے ہیں، جائز کاموں پر خرچ کرنے سے ہاتھ روک لینا اور کنجوسی کو بخل کہتے ہیں۔[15]

فِی سَبِیۡلِ اللّٰہ : اللہ کی راہ میں ہر وہ امر، جس میں اللہ تعالی کی اطاعت اور رضا مقصود ہو (سبیل اللہ) اللہ کی راہ ہے، آیت مذکورہ میں یہی مراد ہے بعض مفسرین نے آیت مذکورہ میں سبیل اللہ سے مراد جہاد کی تخصیص کی ہے۔[16]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مال خرچ کرنے کا طریقہ سکھایا ہے اور اسے بہتر کاموں میں خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے تاکہ وہ اسے کہیں بے مقصد اور فضول کاموں میں ضائع نہ کر دے۔

استعمالِ باطل سے مال کا تحفظ

باطل طریقوں سے مال کو حاصل کرنے، باطل طریقوں سے لوگوں کے مال کو لوٹنا اور باطل طریقوں سے مال کو استعمال کرنا یہ سب مال کے تحفظ کے خیال ہے۔ مال کے تحفظ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اسے باطل استعمال سے بچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات قرآن مقدس میں کئی مقامات پر فرمائی ہے اور کثیر آیات اس پر دال ہیں کہ مال کو بطلان کے ساتھ ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ ان میں سے ایک آیت درج ذیل ہے:

"وَ لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ وَتُدۡلُوۡا بِهَاۤ اِلَى الۡحُكَّامِ لِتَاۡكُلُوۡا فَرِيۡقًا مِّنۡ أَمۡوَالِ النَّاسِ بِالۡاِثۡمِ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ"۔[17]

(اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھاؤ جان بوجھ کر۔)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

"وَ اٰتُوا الۡيَتٰمٰۤى اَمۡوَالَهُمۡ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِيۡثَ بِالطَّيِّبِ وَ لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰٓى اَمۡوَالِكُمۡ اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا كَبِيۡرًا لِلّٰہ"۔[18]

14۔ بقرۃ:2: ۱۹۵

15۔ رازی، تفسیر کبیر، ۵ / ۱۳۸

16۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۲ / ۳۶۲

17۔ بقرۃ:2: ۱۸۸

18۔ النساء:4: 58

(اور یتیموں کو ان کے مال دو اور ستھرے کے بدلے گندا نہ لو اور ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔)

کہ اموال کو ان کے سپرد کیا جائے جو ان کے حق دار ہیں۔ پاکیزہ مال کو خبیث مال کے بدلے میں ضائع نہ کر دیا جائے۔ اور لوگوں کے اموال کو ناحق طریقے سے نہ لیا جائے۔ جس نے بھی کسی کا مال ناحق طریقے سے لیا گویا اس نے اس کے مال کو اس کے حق میں ضائع کیا ہے۔ اور بڑے واضح انداز میں فرمایا ہے کہ پاکیزہ اور طیب مال کو گندے اور خبیث مال کے ساتھ بدل نہ ڈالو۔ یہ تمام احکام مال کے تحفظ کو بیان کرتے ہیں۔

ادائیگی امانت اور مال کا تحفظ

مال کے تحفظ میں مختلف پہلو شامل ہیں۔ ان میں سے ایک پہلو یہ بھی ہے کہ مال جس کا حق بنتا ہو اس کے حق سے ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ایک آدمی دوسرے کے مال کو غصب کر لے جاتا ہے تو یقیناً وہ مال اب اس دوسرے بندے کے استعمال میں چلا گیا ہے لیکن جس کا حق تھا اس کے حق میں سے ضائع ہو چکا ہے۔ مال کے تحفظ میں یہ بھی شامل ہے کہ مال جس کا حق ہو اسی کے سپرد کیا جائے۔ اس کے حق میں غصب داخل ہو گیا تو مال کا تحفظ ضائع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا ۙ وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔[19]

(مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو، اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔)

امانتوں کو ان کے حقداروں تک پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مضمون دیگر بھی کئی آیات سے واضح ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جو لوگ امانتوں کا خیال کرتے ہیں ان کی اللہ تعالیٰ نے تحسین فرمائی ہے۔ اور ان کے بارے میں بہت داد تحسین والی باتیں نازل فرمائی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی یہودی اور غیر مسلم بھی امانتوں کی حفاظت کرتا ہے تو اس کی بھی تحسین فرمائی ہے۔ یہودیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَمِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّہٖۤ اِلَیْكَ وَ مِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّہٖۤ اِلَیْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌ وَ یَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ"۔[20]

19۔ النساء:4: 58

20۔ النساء:4: ۷۵،۷۶

(اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے ادا کر دے گا
اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے پھر کر نہ دے گا مگر جب تک تو
اس کے سر پر کھڑا رہے یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں ان پڑھوں کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں اور اللہ پر
جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں ہاں کیوں نہیں، جس نے اپنا عہد پورا کیا اور پرہیز گاری کی بے شک پرہیز گار
اللہ کو پسند آتے ہیں۔)

ان تامنه : امانت سے بناہے۔ امانت کے ساتھ اموال کو ان کے حقداروں تک پہنچا دینے سے مال کا تحفظ کیا جائے۔ اس کے بارے تفصیلی احکامات کتاب و سنت میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان ہو چکے ہیں۔

فضول خرچی سے مال کا تحفظ

مال کا ضیاع سب سے زیادہ فضول خرچی کے طریقے سے ہوتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس مال کثرت کے ساتھ ہوتا ہے وہ اسے بالکل ہی فضول اور لایعنی کاموں میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اور مال کی اہمیت کو بالکل نہیں جانتے۔ ان کے ہاتھوں مال بڑی کثرت کے ساتھ ضائع ہوتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اسلام نے اس کو انتہائی برا عمل جانا ہے اور اس سے بڑی شدت کے ساتھ منع کیا ہے۔ قرآن اسراف اور بخل دونوں سے منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا۔[21]

(اور وہ لوگ کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو وہ نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ ہی کنجوسی کرتے ہیں
اور بلکہ وہ اس کے درمیان میں ہی قائم رہتے ہیں۔)

دونوں کیفیتوں کے درمیان میں رہنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ یہ قرآنی فلسفہ اقتصاد ہے۔ ایک طرف کنجوسی کرنے سے منع ہے کہ اگر کسی کا حق بنتا ہو تو اس کے حق میں مال کو دیا جائے یہ اس کے حق میں مال کا تحفظ ہے اور دوسری طرف یہ کہ فضول اور بے مقصد کاموں میں مال خرچ نہ کیا جائے۔ مال کو کسی طرح بھی ضائع کرنا بالکل جائز نہیں ہے اور اللہ و رسول کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ مال کے تحفظ کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر بالکل واضح ہے۔ اور اسی طرح مزید فضول خرچی سے منع کرتے ہوئے قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ کَفُوْرًا۔[22]

(اور رشتہ دار کو اس کا حق دیا کرو اور مسکین اور مسافر کو بھی اور فضول خرچی نہ کرو۔ کہ بے شک

21۔ الفرقان:25 : 67

22۔ الاسراء:16 : 26-27

فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا نافرمان ہے۔)

مال کے تحفظ کا خیال نہ کرنا اور اسے ضائع کرتے چلے جانا انتہائی ناپسندیدہ اور برا عمل ہے۔ اور اسے شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔ اور جو کوئی شخص مال کا تحفظ نہیں کر پاتا اسے شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ اس سے مال کے تحفظ کی اہمیت و حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔ گویا اسلام میں مال کا تحفظ کرنا واجب و لازم ہے۔

وراثت و وصیت اور مال کا تحفظ

مال کے تحفظ کے معاملہ میں یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ جب کوئی آدمی مرتا ہے اور اپنے پیچھے مال و دولت چھوڑ جاتا ہے تو اسلام اسے رائیگاں اور بے مقصد نہیں رہنے دیتا۔ اور اس کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دیتا۔ اور نہ ہی کسی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا ہے۔ نہ ہی کسی طاقتور کے مرہون منت رہنے دیتا ہے۔ بلکہ اسلام نے اس کے لیے باقاعدہ شرعی اصول مرتب کیے ہیں اور انسان کو پابند کیا ہے ایک آدمی کے مرنے کے بعد اس کے مال کو ان اصولوں کے مطابق محفوظ کر لیا جائے۔ باقاعدہ حصے مقرر کر دیے گئے ہیں۔ کسی کا ایک روپیہ ضائع نہ ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

"يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَاتَرَكَ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ اٰبَاۗؤُكُمْ وَ اَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا"۔[23]

(اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دین کے تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔)

اسی طرح وصیت کا حکم بھی جاری کیا ہے۔ اگر ورثاء ہوں تو ان کی موجودگی میں بھی کسی کے لیے وصیت کی جا سکتی ہے اور اگر ورثاء موجود ہی نہ ہوں تو پھر یہ اور زیادہ اہم ہو جاتا ہے کہ مرنے والا اپنے مال کے بارے میں وصیت کر جائے تاکہ اس مال کو اس کے مرنے کے بعد بہتر طریقے سے استعمال میں لایا جائے اور اسے ضائع ہونے سے بچایا جا سکے۔

"كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ

23۔ النساء4: ۴

الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ اِنَّ اللّٰہَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"۔[24]

(تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے موافق دستور، یہ واجب ہے پرہیز گاروں پر، تو جو وصیت کو سن سنا کر بدل دے اس کا گناہ انہیں بدلنے والوں پر ہے، بیشک اللہ سنتا جانتا ہے، پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا گناہ کیا تو اس نے ان میں صلح کرادی، اس پر کچھ گناہ نہیں، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔)

اسلام نے ہر اعتبار سے مال کے تحفظ کے لیے مکمل ہدایات جاری فرمادی ہیں۔ کسی طرح بھی مال کو ضائع کرنے کا جواز نہیں دیا جاسکتا۔ مال کا تحفظ اسلامی تعلیمات کے بنیادی مقاصد شریعہ میں شامل کیا گیا ہے۔ مال کا تحفظ نہ کیا جاسکا تو انسانی حیات یقینی طور پر مشکل میں پڑ جائے گی۔

سفارشات اور عملی تجاویز

1. درج ذیل میں مالی معاملات کے حوالہ سے شرعی احکامات کی روشنی میں چند تجاویز اور سفارشات پیش کی جارہی ہیں:
2. مال و دولت اللہ کی نظر میں سب سے مقدم حیثیت نہیں رکھتے بلکہ اموال کی حیثیت ثانوی ہے۔ اس لیے ایک اطمینان بخش اور پر سکون ماحول مستحکم کرنے کے لیے لازم ہے کہ معاشرے میں اموال کو ثانوی حیثیت پر لایا جائے۔ اور لوگوں کے ذہنوں سے اس کی اولیت کو محو کیا جائے۔
3. مال اور رزق ایک پہلو سے انسان کی بنیادی ضرورت بھی ہے۔ کہ اس کے بغیر تو زندگی کا تصور ہی ممکن نہیں ہے۔ اس لیے انسان کو اسے حاصل کرنے کی حاجت ہے لیکن اس کے لیے اللہ کی مقرر کردہ حدود کا احترام ضروری ہے اور حلال ذرائع استعمال کرنا لازم ہے۔
4. مال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ زمین پر انسان کی زندگی کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ سب سامان مہیا کیے ہیں۔ اس لیے اس کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ ہر ایسا ذریعہ کہ جس سے مال کا ضیاع ہو اس کو رد کرنا ضروری ہے۔
5. ملکِ پاکستان میں مالیات اور تجارت وصنعت کے لیے اسلامی تعلیمات سے رہنمائی لی جائے۔ اور اسلامی اصولوں کے تحت ملکی

24۔ البقرۃ:2: ۱۸۰-۱۸۲

تجارت کو چلایا جائے۔اس کے لیے اسلامی تعلیمات کے داعیوں کو مؤثر کردار ادا کرنا ہو گا۔

6. اسلامی نظامِ مالیات قائم کرنے کے لیے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ پہلے سے چلنے والے اداروں، بینکوں، فرموں، کمپنیوں، تجارتوں اور مختلف معاملات میں اسلامی تعلیمات کو لاگو کیا جائے بلکہ اسلامی فکر کے حامیوں کو چاہیے کہ وہ اسلامی بنیادوں پر اسلامی تعلیمات کے مطابق کاروبار خود قائم کریں۔

7. حکومت پاکستان کو چاہیے کہ سرکاری سطح پر یہ اقدام کیا جائے کہ مالیات کے متعلق اسلامی تعلیمات کو عام عوام تک پہنچایا جائے۔اور ہر ایک فرد اسلامی اصولوں کے مطابق کاروبار کرے۔ناجائز ذرائع سے پرہیز کریں۔تاکہ کسی کے حق میں بھی مال کے ضیاع کا مسئلہ درپیش نہ ہو۔اور ہر ایک کے حق میں اموال کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔

مصادر و مراجع

القرآن الکریم

الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الکبیر سنن الترمذی، دار الغرب الاسلامی، 1998

النسفی، عمر بن محمد، العقائد النسفیہ، مکتبہ امدادیہ، 2001

الاکاکی، قوام الدین، معراج الدرایہ شرح الہدایہ، دار الکتب العلمیہ، 2007

المرغینانی، برہان الدین علی بن ابی بکر، الہدایہ شرح بدایۃ المبتدی، دار احیاء التراث العربی، 2000